

★ حضرت العلامة مولانا حافظ محمد گوندلوی صاحب



دوامِ حدیث

صحتِ حدیث پر

سابقہ شبہات کا ازالہ!



پس اس جگہ تین صورتیں ہوتی ہیں: ————— ایک یہ کہ روادۃ کی ثقاہت وضعف کے خلاف بالکل کوئی احتمال نہ ہو یہ قطع کی ایک صورت جیسے صحابہ کرام یا وہ پاک از جن کی پاک بازی پر امت کا اجماع ہے، ان کے ثقہ ہونے کے خلاف کوئی احتمال نہیں، دوسرے وہ لوگ جن کو محدثین نے ثقہ کہا ہے مگر ہو سکتا ہے کہ ان روادۃ کی جرح کا ان کو ظلم نہ ہوا ہو مگر ان کے مجروح ہونے پر کوئی دلیل نہیں یہ بھی قطع کا ایک معنی ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کسی راوی کے ثقہ یا غلط ہونے میں اختلاف ہو، اگر ثقہ کہنے والے کے خلاف جو احتمال عقلی پایا جاتا ہے، وہ دلیل سے ثابت ہو جائے تو اس کی بات کمزور اور ظنی ہو جائے گی اگر نہ ثابت ہو تو علمی اور یقینی رہے گی، اس کی مثال اسی طرح ہے کہ انسان بعض وقت دیکھنے میں غلطی کرتا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس پر یقین ہی نہ کرے اسی طرح صرف دین کے امام بعض مسائل میں ایک دوسرے کے خلاف کرتے ہیں، اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کے متبع میں چونکہ قصور ہے فقہ یقینی نہیں ظنی ہے، اس کا متبع تمام نہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں نحویوں کا اتفاق ہو وہاں بھی ہم یہ کہیں کہ ہم میں سے ہر ایک غلطی کر سکتا ہے، اس لئے سب غلطی بھی ممکن ہے، اسی دوسرے کی بنا پر بعض نے متواترات کا یہ کہہ دیا ہے کہ اگر ایک مسئلہ کا ایک ایک ایک کا مجموعہ ہے، جب ایک

ایک میں غلطی ممکن ہے تو پھر مجموعہ میں بھی ممکن ہے کہ ان کے دماغ میں نطنی و قطعی میں اشتباہ پیدا ہو گیا۔
منطقیوں نے لکھا ہے کہ کبھی وہی اور بدیہی میں بھی اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے جن کا ذہن صاف نہ
ہو وہ ایسی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہ بات اس صورت میں تھی جب محدثین کے فیصلہ
کو جذبات سے بالاتر تائیں اب یہاں دوسری صورت کو لیجئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ ان کے
فیصلے جذباتی ہوں یہ ممکن ہی نہیں بلکہ یہ امکان بارہا فعل میں آیا اس میں دو چیزیں قابل غور
ہیں، ایک جذبات کے دخل کا امکان، دوم جذبات کے دخل کا وجود صورت امکانی کے
متعلق اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ احتمال عقلی سے علم و ايقان کا انتفاء نہیں ہوتا مناسب حال
ایک حکایت یاد آگئی ہے دہلی کے عالم عالمگیر کے استاد ملاحیون کے متعلق بیان کرتے
ہیں کہ وہ امکان کے بہت قائل تھے، ایک دفعہ شاگردوں نے کہا مولوی صاحب سے
کچھ کھائیں مشورہ کرنے کے بعد یہ بات بنا کہ استاد صاحب کو کہا کہ جناب دہلی کا
پل اگرہ جانا تجویز ہوا ہے اور اس کا راستہ ایسا تجویز کیا گیا ہے کہ آپ کا مکان اس کے
نیچے آئے گا اس لئے آپ کچھ روپے دیں تو یہ معاملہ روپے دے کر رفع دفع کر دیا جائے
آپ نے امکان عقلی کی بناء پر باور کمرتے ہوئے روپے دے دئے طلباء نے
مٹھائی کھائی بعد میں کسی نے مولوی صاحب کو سمجھایا کہ آپ نے یہ کیسے باور کمر لیا کہ
پل یہاں سے اگرہ جائے گا کیا کبھی ایسا ہوا ہے، آپ نے بے ساختہ فرمایا پل کا جانا
مکن ہے مگر مومن کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں ہے، پس ایسے عقلی احتمالات پیدا کر کے
کسی حکم کو نطنی بنانا وہی پن ہے باقی رہی دوسری بات کہ یہ امکان بارہا فعل میں آیا
ہے اس کے متعلق یہ عرض ہے جو باتیں آپ نے نقل کی تھیں جب تک ان کے متعلق
یہ ثابت نہ ہو جائے کہ واقعہ کے خلاف تھیں پھر یہ ثابت نہ ہو جائے کہ ان لوگوں
نے جذبات کی وجہ سے کہیں ہیں غلطی سے نہیں کہیں اس وقت تک ان باتوں کو جذباتی
بنانا ٹھیک نہیں، پھر اس کے بعد اگر ثابت بھی ہو جائے کہ ان علماء نے جو باتیں کہیں ہیں
تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان لوگوں نے جو بھی بات کہی ہے جذبات کے تحت کہی ہے،
اب یہاں تین باتیں ہیں،

(۱) یہ باتیں واقعہ کے خلاف تھیں۔

(۲) یہ باتیں جذباتی تھیں۔

(۳) جب ایک جگہ جذباتی کہیں تو ہر جگہ کہی ہوں گی،

یہی بات کہ یہ باتیں واقعہ کے خلاف تھیں اس کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا قطعی طور پر واقعہ کے خلاف ہونا ثابت کیا جاوے، اگر ان کے خلاف بھی اسی طرح سے ثابت ہو جائے تو ان دونوں میں تعارض ہو گا نہ ان باتوں کا واقعہ کے قطعاً خلاف ہو نا، پھر یہ بھی ضروری ہے کہ ان میں تاویل کی گنجائش نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا مطلب ایسا لیا جائے جو اس دوسری بات کے خلاف نہ ہو مگر جہاں تک ہم نے غور کیا ہے ان مذکورہ باتوں کا صراحتاً اور قطعاً واقعہ کے خلاف ہونا ثابت نہیں ہوا پس حماد کا علماء حجازہ کے متعلق کہنا کہ ان کے پاس علم نہیں اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس علم سے مراد ان کا وہ علم ہو جو مسلسل کوفہ میں عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی سے منتقل ہو کہ علقمہ وغیرہ کے ذریعہ ابراہیم نخعی کے واسطے سے ان کو پہنچائے کیونکہ انسان کی فطرت میں ہے کہ اپنے اختیار کردہ طریقہ کے علم کو علم خیال کرتا ہے کیونکہ اس کی دانست میں وہی صحیح ہوتا ہے پھر حجب استحسان فطرت اور سلسلہ مذکورہ کے بزرگوں کے اجتہاد اور فقہ کی باتوں نے اس کو چار چاند لگا دئے تو اس صورت میں وہ اُس حکم لگانے میں حق پر ہوتا ہے اس میں بھی اتنی بات ہے کہ ضمیر کو عقل سے الگ نہیں کیا گیا مگر یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی پھر کہ میں کوفہ کی طرح کوئی فقہ کی مکمل درگاہ نہ تھی۔ اس کے بعد یہ بات ذہری کا کہنا کہ اہل مکہ ایسے ہیں یہ عرفی بات ہے کہ ایک دوسرے فعل کو جماعت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا (نساء)

”ایسی بستی یعنی (مکہ) جس کے رہنے والے ظالم ہیں“

حالانکہ اس وقت وہاں مسلمان بھی تھے جو یہ دعوا کر رہے ہیں قَتْلُ بَنِي إِسْرَافِيلَ فلاں قبیلہ کے لوگوں نے اُسے مارا یہ مقولہ اس وقت بولتے ہیں جب اس قبیلہ کے کسی ایک نے اراہو حدیث میں ہے،

ترجمہ ————— ”ای خزانہ (قبیلہ) تم نے اُس مقتول کو مارا ہے“
 حالانکہ اس کو ایک آدمی نے مارا تھا اس کی سنیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ شعبی نے جو کہاہے کہ
 ابراہیم ہم سے پوچھ کہہ بیان کرتا ہے اور ہمارا نام نہیں لیست اس میں یہ احتمال ہے کہ ابراہیم نخعی صرف
 بطور تائید ان سے پوچھتے ہوں شعبی نے یہ سمجھا کہ اس علم کو نہیں اس لئے پوچھ رہا ہے اس بات
 میں نہ شعبی نے اپنی دانست میں جھوٹ بولا نہ ابراہیم نخعی نے کوئی بُری بات کی باقی یہ بات کہ شعبی
 کے متعلق ابراہیم نخعی نے جو یہ کہا ہے کہ وہ کذاب مسروق سے ملائکہ نہیں اس سے روایت
 کرتا ہے زیادہ سے زیادہ یہ بات ہوگی کہ شعبی نے مسروق سے بالواسطہ روایت بیان کی ہوا
 واسطے کا ذکر نہیں کیا یہ انقطاع کی صورت ہوگی، انقطاع میں جھوٹ نہیں ہوتا ہاں ابراہیم نے
 یہ سمجھا کہ یہ شخص اس سے روایت کر رہا ہے تو گویا یہ خیال کر رہا ہے کہ میں نے سنا ہے
 کہ اس بنا پر انھوں نے کذاب کہا اگرچہ کذاب بہت بڑا لفظ ہے مگر جس وقت اس کی
 حقیقت معلوم ہو جائے تو اس صورت میں جرح کا سبب نہیں کذاب اصل میں خلاف
 واقعہ بات کو کہتے ہیں اگر عدا کی جادے تو جرح ہے ورنہ نہیں اس لئے کسی کو یہ کہنا
 کہ اس کی بات کذاب ہے اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ واقعہ کے خلاف ہے ضحاک
 کا صحابہ کے متعلق یہ کہنا کہ ہم ان سے زیادہ جانتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے بعض
 مسائل میں ان سے زیادہ علم حاصل کیا ہے کیونکہ ان کی انفرادی معلومات کے ساتھ دوسروں
 کی معلومات بھی حاصل کی ہیں سعد بن جبیر نے جو اپنے غلام کو کہا کہ عکرمہ کی طرح جھوٹ نہ بول
 اس سے بھی ان کا مطلب یہی ہے کہ عکرمہ سے روایت کرنے میں غلطی ہوتی ہے تم احتیاط
 رکھنا کیونکہ جھوٹ غلطی کرنے کو بھی کہتے ہیں کیونکہ غلطی واقعہ کے خلاف بات ہوتی ہے
 اور یہی جھوٹ ہے۔

امام مالکؒ نے جو امام المغازی محمد بن اسحاق کے حق میں وصال کہا تو اس کا مطلب یہی تھا
 کہ وہ جھوٹ بدست ہے یعنی یہ اس کی بات خلاف واقعہ ہے اس میں اتنی قابلیت نہیں جیسے
 وہ کہہ رہا ہے صرف سختی ہے کہ ایک غلطی کے مقابلہ میں جو خلاف واقعہ امام المغازی محمد بن اسحاق
 سے سرزد ہوئی یہ سخت لفظ بولے اگرچہ مطلب ان کا اپنی دانست میں ٹھیک تھا مگر کلمہ سخت تھا

اسی لئے امام نے ان سے مصالحت کی دیکھو خلاصہ۔

علماء عراق کے متعلق جو انھوں نے کہا ہے کہ تصدیق و تکذیب نہ کرو اس کا یہ مطلب تھا حدیث ان کا فن نہیں اس سے ان کی مراد وہ اکثر لوگ تھے جن کا مشغلہ صرف فقہ کا پڑھنا اور حدیث کی طرف بطور فن کے متوجہ نہیں ہوتے تھے یہ بات ان کی اکثریت کے اعتبار سے ہے اور بات واقعہ کے خلاف نہیں نہ یہ جذباتی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول جو اعش کے بارے میں کہا ہے وہ صرف اپنے مسلک کی صحت پر اعتماد کرتے ہوئے کہا ہے علماء مسالی اختلافیہ میں حق کی حمایت میں ایسے لفظ استعمال کرتے ہیں تاکہ تمام عوام دھوکے میں نہ آجائیں اور امام صاحب اس بات سے غافل نہیں کہ مسالی اختلافیہ میں اس قسم کے فتوے ٹھیک نہیں اسی بناء پر وہ ان سے لٹے جاتے ہیں دل سے ناراض نہیں مگر مصلحت کی بنا پر حق بھی کہا عبد اللہ بن مبارک کا یہ مطلب تھا کہ اس مسئلہ میں ان کو پورا علم نہیں یہ ایک محاورہ ہے کہ اثناء گفتگو میں اس قسم کی باتیں موقعہ و محل کے اعتبار سے کہی جاتی ہیں یحییٰ بن معین نے جو کہا وہ جذباتی باتیں نہیں کیونکہ کہیں ثابت نہیں کہ وہ ان ائمہ سے پر غاش رکھتے تھے مگر بعض وقت ایک متقی پرہیزگار کی آنکھ میں تکا بھی پہاڑ دکھائی دیتا ہے اس لئے وہ کہتے ہیں مگر دوسرے دلائل سے پتہ چلتا ہے یحییٰ بن معین کا فتویٰ ٹھیک نہیں فتوے کا غلط ہونا اور چیز ہے اور جذباتی ہونا اور چیز ہے اب آئیے صحابہ کی طرف مائی عائشہ صدیقہ نے جو انس اور ابو سعید خدری کے متعلق فرمایا کہ بچے تھے کہ ان کا مطلب یہ نہیں کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے جیسے اور اور بڑے بڑے صحابی آں حضرت کی حدیث سے واقف تھے اس قدر یہ واقعیت نہیں رکھتے ہیں اس قسم کی باتیں روزمرہ ہوتی رہتی ہیں یہ کوئی جذباتی الفاظ نہیں بلکہ عرفی کلمات ہیں جو عام بول چال میں مستعمل ہیں جو بعض صحابہ نے بعض کے متعلق کسی خاص بات بیان کرنے میں جھوٹ کا لفظ بولا ہے ان کا یہ مطلب ہے کہ یہ بات ان کی صحیح نہیں اور مجتہد سے غلطی ہو جاتی ہے یہ تھے وہ الزامات جن کی بنا پر یہ قاعدہ گھڑا گیا کہ محدثین کی توثیق اور تضعیف میں جذباتی متوجہ نہ ہونا چاہیے۔

اگر فرض کیا جائے کہ یہ باتیں جو محدثین سے ذکر ہوئی ہیں آپ کے خیال میں صحابہ تک ان میں شریک ہیں۔ خلاف واقعہ تھیں مگر یہ کیسے معلوم ہوا کہ جذباتی تھیں ہو سکتا ہے کہ ان محدثین کے نزدیک ایسا ہی ہو مگر ان سے غلطی ہوئی ہو مگر ایک غلطی ثابت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مجرود احتمال کی بنا پر ہر جگہ ظن کرنے لگیں۔

پھر ایک جگہ ان سے اگر یہ تقاضائے بشریت جذباتی نکل گئی ہے جس کے لئے وجوہ موجود ہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بالکل جذباتی تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ میں اپنے بھائی کے بال بچہ کو کھینچے حالانکہ وہ بے قصور تھے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہر فعل کو جذبات کے احتمال سے موٹ کرنے کی کوشش کریں :

فقہانہ نقطہ نظر اور محدثین کا مقام :

مولوی مودودی صاحب نے فقہانہ نقطہ نظر کی کسی مجتہد کی طرف سے کوئی تفسیر نقل نہیں کی بلکہ اپنی طرف سے ہی مجتہدانہ انداز میں تفسیر بیان کر دی ہے محدثین اور مجتہدین کے خلاف کا مدار اسی نقطہ نظر کو قرار دیا ہے مختصراً اس طرح بیان کیا۔

جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے اور جس نے کثرت سے کتابِ مسنّت رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرم کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اُسے بتا دیتی ہے ان میں کونسا قول یا کونسا فعل میری سرکار کا ہو سکتا ہے اور کونسی چیزِ سنّتِ نبوی سے اقرب ہے یہی نہیں بلکہ جن مسائل میں اس کو قرآن و سنّت میں سے کوئی چیز نہیں ملتی ان میں بھی کہہ سکتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فلاں مسئلہ پیش آتا تو آپ اس کا فیصلہ یوں فرماتے یہ اس لئے کہ اس کی روح روحِ محمدی میں گم آدھ کی نظر بصیرتِ نبوی کے ساتھ متحہ ہو جاتی ہے صفحہ ۲۹۶۔ یہ ہے وہ فقہانہ نقطہ نظر جس کی بنا پر ائمہ مجتہدین نے احادیث صحیحہ کو رد کر دیا اور اپنی طرف سے مزاج شناسی کی بنا پر بلا دلیل فتوے دیئے اور طعیف منقطع منقطع مکرر ترک پر عمل کرتے رہے پھر باوجود مزاج شناس ہونے کے اس میں خلاف بھی کرتے رہے کسی کی مزاج شناسی نے ایک حدیث کے قول کا فتویٰ

دیا اور دوسرے کی مزاج شناسی نے رد کر دیا۔ اگر ائمہ مجتہدین اس میں اختلاف کریں تو وہ محض ذوق اور مزاج شناسی کا اختلاف ہے اگر محدثین کا محض مجتہد کے ساتھ اختلاف ہو تو وہ محض اس بنا پر ہے کہ یہ لوگ مزاج شناس نہیں تھے فقہ کی نعمت سے محروم تھے صرف محدثانہ نقطہ نظر اور سندی زاویہ نگاہ سے دیکھتے تھے حالانکہ جس قدر ائمہ کے مسائل اختلافیہ ہیں محدثین ان میں سے ضرور کسی نہ کسی مجتہد کے موافق ہیں مگر مولوی صاحب سے یہ بات رہ گئی کہ احادیث صحیحہ کے خلاف چلنے میں جو ائمہ مجتہدین سے کمی و بیشی ہوئی ہے اس کی وجہ یہی ہو گی کہ بعض پر محدثانہ نقطہ نظر غالب تھا اور بعض پر فقہانہ اور جس قدر کوئی امام یا مجتہد صحیح احادیث کی مخالفت کرے اسی قدر وہ بڑا مزاج شناس ہو گا، یہاں تین امر قابل غور ہیں :-

(۱) ائمہ کے بعض اقوال صحیح احادیث کے کیوں خلاف ہیں -

(۲) محدثین فقہ میں کیا مقام رکھتے تھے -

(۳) مزاج شناسی کی وجہ قرار دینے سے کیا خرابی پیدا ہوتی ہے بعض ائمہ نے جو بعض صحیح احادیث کے خلاف فتویٰ دیا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں یا تو ان کو وہ حدیث ایسی سند کے ساتھ نہیں پہنچیں جس پر ان کو اعتماد ہو، یا اس کا مطلب کچھ اور سمجھا ہے ان در باتوں میں اصول فقہ کو بھی بڑا دخل ہے، چنانچہ ابن تیمیہؒ نے کہا ہے کہ ائمہ کے مسائل میں سے دو تہائی کی بنا اصول فقہ کے خلاف پر ہے اور ایک تہائی اختلافات کی وجہ حدیث کے قابل ذوق طریق سے پہنچنے اور نہ پہنچنے پر ہے محض استحسان پر عمل کرنا اس کی وجہ نہیں۔ ہمیشہ علماء حنفیہ اپنے ائمہ کے اقوال کی تائید میں حدیث پیش کرتے رہے ہیں اور سند کی وجہ ہی سے اس کا قابل قبول ہونا ذکر کرتے رہے اگرچہ اصول فقہ میں حدیث کے قابل قبول ہونے کے لئے جو شرطیں ذکر کی ہیں ان میں محدثین کی بیان کردہ شرائط سے کمی و بیشی ہے مگر مزاج شناسی کے ساتھ کسی مروجہ روایت کو ثابت نہیں کیا قیاس کے بارہ میں حنفیہ نے علت کے معلوم کرنے میں شافعیہ سے بھی تسک کی ہے کیونکہ حنفیہ کے ہاں علت کے لئے معتبر ہونا ضروری ہے یعنی علت ہی

نہج ہو سکتی ہے جس کی تاثیر کتاب و سنت یا اجماع سے ثابت ہو۔ مجرد رائے کسی نہج کو علت قرار دینے کے حق میں نہیں ہیں۔

بخلاف شافعیہ کے وہ علت معلوم کرنے میں اور طریقوں سے بھی کام لیتے ہیں جن میں مفصل اصول فقہ میں مندرج ہے مزاج شناسی کی بنا پر فتویٰ دینا صرف مجرد استحسان کی شکل

جس کو شاہ ولی اللہ صاحب نے دین کے تبدیل ہونے کے اسباب میں بیان کیا ہے (حجۃ الشہادہ) محدثین کا فقہ میں کیا مقام ہے، اس کے بارے میں ہم سر دوست امام بخاری کا ذکر کرتے ہیں امام بخاری کے استاد ابو مصعب احمد بن ابوزہری فرماتے ہیں۔

أَفْقَهُ عِنْدَنَا وَ أَبْصُرُ بِالْحَدِيثِ مِنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنْ جُلَسَائِهِ جَاوَزْتَ الْحَدِيثَ فَقَالَ لَهُ أَبُو مُصْعَبٍ لَوْ أَدْرَكَتْ وَ نَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ وَ مَحْجَدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ لَقُلْتُ كَلَاهُمَا وَ أَحَدًا فِي الْحَدِيثِ وَ الْفِقْهِ (مقدمہ فتح الباری صفحہ ۵۶۸)

محمد بن اسماعیل (امام بخاری) ہمارے نزدیک احمد بن حنبل سے بھی زیادہ فقہ ہیں اور حدیث میں زیادہ بصیرت رکھتے ہیں ایک آدمی دریاں بیٹھا تھا اس نے کہا تو حد سے گزر گیا ہے، جواب میں ابو مصعب نے کہا ہے اگر تو امام مالک اور محمد بن اسماعیل امام بخاری کو دیکھتا تو یہی سمجھتا کہ دونوں حدیث و فقہ میں ایک ہی ہیں۔

امام کے استاد امام قتیبہ بن سعید کہتے ہیں کہ فقہاء اور مذاہبوں، عابدوں کی مجلسوں میں بیٹھا، مگر امام بخاری جیسا آدمی کبھی نہیں دیکھا ابو عمرو و خفاف کہتے ہیں ہم کو ایسے شخص نے حدیث سنائی جو ایسا متقی صاف دل عالم ہے جس کی نظیر میں نے نہیں دیکھی یعنی امام بخاریؒ نے اور امام بخاری احمد بن حنبل اور اسحاق سے ہیں درجے حدیث و فقہ کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔ مقدمہ فتح الباری صفحہ ۵۷۲

امام ترمذی کو دیکھتے ہر مسئلہ میں مشہور اماموں کے محتالات نقل کرتے جلتے ہیں اور ترجیح بھی دیتے جاتے ہیں، امام ابو داؤد امام حنبلؒ کی فقہ نقل کرنے میں یہ طولی رکھتے ہیں، امام بیہقی کے متعلق مشہور ہے کہ ہر شافعی پر شافعی کا احسان ہے مگر بہت ہی کم امام شافعی پر احسان ہے

کیونکہ امام بیہقی نے بھی جمع نہیں محدثین کی صحیح کافی ہے کہ

(۳) مزاج جس سے ایک شخص کو نئی نئی تحریک ہوتا کہ احادیث کے دعوے کرے جاسکتا ہے پس ا پڑھانے کے امام صاحب کی عبارت اور فضول ہے اس ہے اور کچھ بھی نہیں

تفسیر

دونوں بیہقی جس گھر میں یہ دو جلتے کے

ملنے کا بیہقی:- (اد)

کیونکہ امام بہقی نے امام شافعی کے مختارات کے ادلہ اس قدر جمع کر دیے ہیں کہ امام شافعی نے بھی جمع نہیں کئے۔

محدثین کی قوت فقہیت ثابت کرنے کے لئے امام نسائی کی معتبیٰ اور امام بخاری کی صحیح کافی ہے کہ کس طرح یہ دونوں مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔

(۳) مزاج شناسی کی بنا پر کسی حدیث کو رد نہ کرنا اور قبول کرنا یہ ایسا اصول ہے جس سے ایک شخص بدون دعویٰ نبوت کے نبوت کا عہدہ ہاتھ میں لے لیتا ہے اور کوئی نئی تحریک اس کے بغیر چل بھی نہیں سکتی کہ یا نبوت کا دعویٰ کیا جائے تو وہ ظلی ہی ہوتا کہ احادیث کے رد قبول کو اپنے ہاتھ میں لے لیا جائے یا بدون نبوت ظلی و بروری کے دعویٰ کیے یہ کہہ دیا جائے کہ مزاج شناسی سے بھی احادیث کو رد و قبول کیا جاسکتا ہے پس اس صورت میں بہت آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور بد مذہب غور فکرمندان پڑھانے کے امامت کا مقام حاصل ہو جاتا ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ مولوی مودودی صاحب کی عبارت کے جس حصہ سے پرویز صاحب نے استدلال کیا ہے وہ بالکل معنی اور فضول ہے استدلال کے مقام سے بہت فروتر ہے صرف حدیث پسندی اور وہی پن ہے اور کچھ بھی نہیں مگر جیسے پرویز صاحب کا مقام ہے ویسے ان کو تائید کی ضرورت تھی

تفسیر نسائی

کمبل تین جلدوں میں
بغیر جلد - / ۹۳ روپے

دونوں سیٹ یکجا خریدنے والوں کو خصوصی رعایت
جس گھر میں یہ دونوں سیٹ موجود ہوں اُسے کتابت و سنت کے مسائل
جلد بننے کے لئے کسی اور اردو کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

ملنے کا پتہ :- ادارہ ترجمان السنۃ، ایک روڈ، انارکلی لاہور